فتاویٰ امن پوری (قسط ۱۴۷)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

(سوال): ''اللہ تعالیٰ بلحاظ ذات عرش پر بھی ہے اور ایسے ہی ہمارے ساتھ بھی ہے۔'' اس عقیدہ کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

(جواب): اہل سنت والجماعت میں سے یہ کسی کا عقیدہ نہیں۔ یہ متکلمین اور گمراہ صوفیوں کا عقیدہ ہے، جس میں وہ متناقض ہیں۔

اہل سنت والجماعت کا متفقہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ عرش پر ہے، اس کا علم ہر جگہ ہے۔

(سوال): صلاۃ رغائب کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

(جواب): ماہِ رجب کے پہلے جمعہ کی رات کو صلاۃ رغائب ادا کی جاتی ہے، شریعت میں اس کا کوئی ثبوت نہیں، علما نے اسے بدعت قرار دیا ہے۔

❀ حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) فرماتے ہیں:

هِيَ بِدْعَةٌ قَبِيحَةٌ مُنْكَرَةٌ أَشَدَّ إِنْكَارٍ، مُشْتَمِلَةٌ عَلٰى مُنْكَرَاتٍ، فَيَتَعَيَّنُ تَرْكُهَا وَالْإِعْرَاضُ عَنْهَا، وَإِنْكَارُهَا عَلٰى فَاعِلِهَا، وَعَلٰى وَلِيِّ الْأَمْرِ وَفَّقَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى مَنْعُ النَّاسِ مِنْ فِعْلِهَا، فَإِنَّهٗ رَاعٍ، وَكُلُّ رَاعٍ مَسْؤُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ، وَقَدْ صَنَّفَ الْعُلَمَاءُ كُتُبًا فِي إِنْكَارِهَا وَذَمِّهَا، وَتَسْفِيهِ فَاعِلِهَا، وَلَا يُغْتَرُّ بِكَثْرَةِ الْفَاعِلِينَ

لَهَا فِي كَثِيرٍ مِّنَ الْبُلْدَانِ، وَلَا بِكَوْنِهَا مَذْكُورَةً فِي قُوْتِ الْقُلُوبِ، وَإِحْيَاءِ عُلُومِ الدِّينِ وَنَحْوِهِمَا فَإِنَّهَا بِدْعَةٌ بَاطِلَةٌ، وَقَدْ صَحَّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ : مَنْ أَحْدَثَ فِي دِينِنَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ، وَفِي الصَّحِيحِ، أَنَّہٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ : مَنْ عَمِلَ عَمَلًا لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ، وَفِي صَحِيحِ مُسْلِمٍ وَغَيْرِهٖ، أَنَّہٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ : كُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ، وَقَدْ أَمَرَ اللّٰهُ تَعَالٰى عِنْدَ التَّنَازُعِ بِالرُّجُوعِ إِلٰى كِتَابِهٖ فَقَالَ تَعَالٰى : ﴿فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ﴾، وَلَمْ يَأْمُرْ بِاتِّبَاعِ الْجَاهِلِينَ، وَلَا بِالْإِغْتِرَارِ بِغَلَطَاتِ الْمُخْطِئِينَ، وَاللّٰهُ أَعْلَمُ.

''صلاۃ رغائب قبیح اور منکرترین بدعت ہے، کئی منکر کاموں پر مشتمل ہے، لہٰذا اسے ترک کرنا، اس سے اعراض کرنا اور صلاۃ رغائب پڑھنے والوں پر رد کرنا ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ حاکم وقت کو توفیق دے، اس کی ذمہ داری بنتی ہے کہ رعایا کو صلاۃ الرغائب جیسی بدعت سے منع کرے، کیونکہ حاکم ذمہ دار ہے اور ہر ذمہ دار سے اس کی ذمہ داری کی بابت باز پرس ہوگی۔ اہل علم نے کئی کتب تصنیف کی ہیں، جن میں صلاۃ الرغائب پر نکیر اور اس کی مذمت کی گئی ہے، نیز صلاۃ الرغائب پڑھنے والے کی بیوقوفی کو واضح کیا گیا ہے۔ کوئی شخص اس بات

سے دھوکہ نہ کھائے کہ مختلف علاقوں میں بہت سے لوگ یہ نماز پڑھتے ہیں، نیز اس سے بھی دھوکہ نہیں کھانا چاہیے کہ اس کا ذکر ''قوت القلوب'' اور ''احیاء علوم الدین'' وغیرہ جیسی کتابوں میں موجود ہے، کیونکہ یہ باطل بدعت ہے۔ نبی کریم ﷺ کی صحیح حدیث ہے: ''جس نے ہمارے دین میں ایسا عمل جاری کیا، جو دین کا حصہ نہیں، تو وہ عمل مردود و باطل ہے۔'' نیز صحیح حدیث میں ہے: ''جس نے (دین میں) ایسا عمل کیا، جس پر ہمارا حکم نہ تھا، تو وہ باطل و مردود ہے۔'' صحیح مسلم وغیرہ میں حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر بدعت گمراہی ہے۔'' نیز اللہ تعالیٰ نے اختلافات کے وقت اپنی کتاب کی طرف رجوع کرنے کا حکم دیا ہے، فرمایا: ﴿فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ﴾ ''اگر تمہارا کسی مسئلہ میں اختلاف ہو جائے، تو اسے اللہ اور اس کے رسول کی طرف لوٹا دو، اگر تم اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتے ہو۔'' اللہ تعالیٰ نے جاہلوں کے پیچھے چلنے کا حکم نہیں دیا اور نہ خطا کاروں کی غلطیوں کا شکار ہونے کو کہا ہے۔''

(فتاوى النّووي، ص 57)

❁ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) فرماتے ہیں:

لَا أَصْلَ لِذٰلِكَ .

''صلاۃ الرغائب بے اصل ہے۔''

(البداية والنّهاية : 270/4)

سوال: مندرجہ ذیل روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے:

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ وَقَّرَ صَاحِبَ بِدْعَةٍ فَقَدْ أَعَانَ عَلٰى هَدْمِ الْإِسْلَامِ .

''جس نے بدعتی کی تعظیم کی، اس نے انہدام اسلام پر معاونت کی۔''

(الشّريعة للآجرّي : ٢٠٤٠، تاريخ ابن عساكر : ٤٥٦/٢٦)

جواب: اس حدیث کی سند ''صحیح'' ہے۔

ابوالفضل عباس بن یوسف شکلی ''مقبول الروایۃ'' اور مشہور محدث ہیں۔

❀ خطیب بغدادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كَانَ صَالِحًا مُتَنَسِّكًا .

''آپ رحمہ اللہ نیک صالح انسان تھے۔''

(تاريخ بغداد : 44/14)

❀ حافظ ابن عساکر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

رَحَلَ وَطَوَّفَ الشَّامَ .

''آپ رحمہ اللہ نے علمی اسفار کیے اور (حصول حدیث کے لیے) ملکِ شام میں گھومتے رہے۔''

(تاريخ دِمَشق : 456/26)

❀ حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كَانَ مِنْ مَشَاهِيرِ الشُّيُوخِ، وَهُوَ مَقْبُولُ الرِّوَايَةِ .

''آپ مشہور محدثین میں سے تھے، آپ مقبول الروایۃ ہیں۔''

(تاريخ الإسلام : 479/23، وفي نسخة : 282/7)

سوال: روایت ہے کہ وفات کے بعد نبی کریم ﷺ کی ایک اونٹنی نے آپ ﷺ کے غم میں کھانا پینا چھوڑ دیا تھا اور مرگئی تھی۔ اس کی کیا حقیقت ہے؟

جواب: بے سند اور بے اصل ہے۔

علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ (۱۰۱۴ھ) نقل کرتے ہیں:

قَالَ الدَّلَجِيُّ : وَأَمَّا قِصَّةُ الْعَضْبَاءِ، فَلَمْ أَدْرِ مَنْ رَوَاهَا .

''علامہ محمد بن محمد بن مخلص دلجی رحمہ اللہ (۷۴۷ھ) کہتے ہیں: میں نہیں جانتا کہ نبی کریم ﷺ کی ''عضباء'' نامی اونٹنی کا قصہ کس نے روایت کیا ہے؟''

(شرح الشّفاء :640/1)

سوال: ''نبی کریم ﷺ کا ایک گدھا تھا، اس کا نام ''یعفور'' تھا، آپ ﷺ کی وفات کے غم میں کنوئیں میں گر کر مر گیا تھا۔'' اس کی کیا حقیقت ہے؟

جواب: یہ روایت کتاب المجروحین لابن حبان (۳۰۹/۲) میں آتی ہے، یہ جھوٹی ہے۔

۞ امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا حَدِيثٌ لَا أَصْلَ لَهٗ وَإِسْنَادُهٗ لَيْسَ بِشَيْءٍ .

''یہ حدیث بے اصل ہے، اس کی سند کچھ بھی نہیں۔''

۞ حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا حَدِيثٌ مَوْضُوعٌ فَلَعَنَ اللّٰهُ وَاضِعَهٗ فَإِنَّهٗ لَمْ يَقْصِدْ إِلَّا الْقَدْحَ فِي الْإِسْلَامِ، وَالْإِسْتِهْزَاءَ بِهٖ .

''یہ من گھڑت حدیث ہے، اس کے گھڑنے والے پر اللہ کی لعنت ہو، اس کا

مقصد اسلام کو بدنام کرنا اور اس کا استہزاء کرنا ہے۔"

(الموضوعات :294/1)

❁ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے اس روایت کو "باطل (جھوٹی)" کہا ہے۔

(میزان الاعتدال : 34/4)

اس روایت کا راوی محمد بن مزید ابو جعفر وضاع ہے۔

❁ امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا يَجُوزُ الْاِحْتِجَاجُ بِهٰذَا الشَّيْخِ .

"اس شخص سے حجت پکڑنا جائز نہیں۔"

(کتاب المجروحین : 309/2)

سوال: مخلوق کی پکار کرنا کیسا ہے؟

جواب: مخلوق زندہ ہو یا میت، جاندار ہو یا بے جان، اس کی پکار جائز نہیں، مافوق الاسباب مدد کے لیے غیر اللہ کی پکار بالاتفاق شرک ہے۔ قرآن وحدیث میں اس کا کوئی ثبوت نہیں۔ ائمہ اہل سنت میں کوئی اس کا قائل نہیں۔

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿فَادْعُوهُ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ﴾ (المؤمن : ٦٥)

"خالص اللہ تعالیٰ کو پکارو۔"

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿فَلَا تَدْعُوا مَعَ اللّٰهِ أَحَدًا﴾ (الجنّ : ١٨)

"اللہ کے سوا کسی کو (مافوق الاسباب مدد کے لیے) مت پکارو۔"

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ إِنَّمَا أَدْعُو رَبِّي وَلَا أُشْرِكُ بِهِ أَحَدًا﴾(الجنّ : ٢٠)

''کہہ دیجیے، میں اپنے رب کو پکارتا ہوں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا۔''

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّنْ يَدْعُو مِنْ دُونِ اللّٰهِ مَنْ لَا يَسْتَجِيبُ لَهٗ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَائِهِمْ غَافِلُونَ﴾(الأحقاف : ٥)

''اس سے بڑا گمراہ کون ہوسکتا ہے، یہ اللہ کے سوا اسے پکارتے ہیں جو قیامت تک ان کو جواب نہیں دے سکتے، وہ تو ان کی دعا و پکار سے غافل ہیں۔''

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ إِلَهًا آخَرَ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ﴾(القصص : ٨٨)

''اللہ کے سوا کسی اور کو مت پکارو، اس کے سوا کوئی الٰہ نہیں۔''

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنْ تَدْعُوهُمْ لَا يَسْمَعُوا دُعَاءَ كُمْ وَلَوْ سَمِعُوا مَا اسْتَجَابُوا لَكُمْ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكْفُرُونَ بِشِرْكِكُمْ وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيرٍ﴾

(فاطر : ١٤)

''اگر تم ان کو پکارو، تو وہ تمہاری پکار تک نہیں سن سکتے اور اگر سن لیں تو اس کا جواب نہیں دے سکتے اور قیامت کے دن تمہارے شرک سے انکار کر دیں گے اور آپ کو (اللہ) خبیر کی طرح کوئی خبر نہیں دے گا۔''

❀ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهٖ لَا يَسْتَجِيبُونَ لَهُمْ بِشَيْءٍ إِلَّا كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ إِلَى الْمَاءِ لِيَبْلُغَ فَاهُ وَمَا هُوَ بِبَالِغِهٖ وَمَا دُعَاءُ الْكَافِرِينَ إِلَّا فِي ضَلَالٍ﴾(الرَّعد : ١٤)

''جولوگ غیراللہ سے دعائیں کرتے ہیں، وہ غیران پکارنے والوں کی کوئی دعا قبول نہیں کرتے، مگر اس شخص کی طرح جس نے پانی کی طرف ہتھیلیاں پھیلائیں، تاکہ پانی اس کے منہ تک آسکے، حالاں کہ وہ پانی اس کے منہ تک نہیں پہنچتا، (غیراللہ سے) کافروں کی دعا سراسر بےسود ہے۔''

❀ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ الْمُسْلِمِينَ مُتَّفِقُونَ عَلٰى مَا عَلِمُوهُ بِالْاِضْطِرَارِ مِنْ دِينِ الْإِسْلَامِ أَنَّ الْعَبْدَ لَا يَجُوزُ لَهٗ أَنْ يَعْبُدَ وَلَا يَدْعُوَ وَلَا يَسْتَغِيثَ وَلَا يَتَوَكَّلَ إِلَّا عَلَى اللّٰهِ، وَأَنَّ مَنْ عَبَدَ مَلَكًا مُقَرَّبًا أَوْ نَبِيًّا مُرْسَلًا أَوْ دَعَاهُ أَوْ اسْتَغَاثَ بِهٖ فَهُوَ مُشْرِكٌ، فَلَا يَجُوزُ عِنْدَ أَحَدٍ مِّنَ الْمُسْلِمِينَ أَنْ يَقُولَ الْقَائِلُ : يَا جِبْرَائِيلُ أَوْ يَا مِيكَائِيلُ أَوْ يَا إِبْرَاهِيمُ أَوْ يَا مُوسٰى أَوْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اغْفِرْ لِي أَوِ ارْحَمْنِي أَوِ ارْزُقْنِي أَوِ انْصُرْنِي أَوْ أَغِثْنِي أَوْ أَجِرْنِي مِنْ عَدُوِّي أَوْ نَحْوَ ذٰلِكَ، بَلْ هٰذَا كُلُّهٗ مِنْ خَصَائِصِ الْإِلٰهِيَّةِ، وَهٰذِهٖ مَسَائِلُ شَرِيفَةٌ مَعْرُوفَةٌ قَدْ بَيَّنَهَا الْعُلَمَاءُ وَذَكَرُوا الْفَرْقَ

بَيْنَ حُقُوقِ اللّٰهِ الَّتِي يَخْتَصُّ بِهَا دُونَ الرُّسُلِ، وَالْحُقُوقِ الَّتِي لَهٗ وَلِرُسُلِهٖ، كَمَا يُمَيِّزُ سُبْحَانَهٗ بَيْنَ ذٰلِكَ فِي مِثْلِ قَوْلِهٖ : ﴿وَتُعَزِّرُوهُ وَتُوَقِّرُوهُ وَتُسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَّأَصِيلًا﴾، فَالتَّعْزِيرُ وَالتَّوْقِيرُ لِلرَّسُولِ، وَالتَّسْبِيحُ بُكْرَةً وَأَصِيلًا لِلّٰهِ .

''مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ اسلام کے بنیادی عقائد میں سے ہے کہ کسی شخص کے لیے جائز نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کی عبادت کرے، اس کی پکار کرے، اس سے (مافوق الاسباب) مدد مانگے یا اس پر توکل وبھروسا کرے۔ نیز مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ جس نے کسی مقرب فرشتے یا نبی کی عبادت کی یا اسے پکارا، یا اس سے مدد مانگی، تو وہ مشرک ہے، کسی مسلمان کے نزدیک جائز نہیں کہ کوئی یہ کہے: اے جبریل، اے میکائیل، اے ابراہیم، اے موسیٰ، اے اللہ کے رسول! میرے گناہ معاف فرما، یا مجھ پر رحم فرما، یا مجھے رزق عطا فرما، یا میری مدد فرما، یا میری مدد کو پہنچ، یا مجھے دشمن سے بچا، وغیرہ۔ بلکہ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے خصائص میں سے ہے۔ یہ عقائد بالکل واضح اور معروف ہیں، جنہیں اہل علم نے کھول کھول کر بیان کیا ہے، نیز اہل علم نے اللہ تعالیٰ کے وہ حقوق جو اس کے ساتھ خاص ہیں اور وہ حقوق، جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں کے مابین مشترک ہیں، سب کو ذکر کیا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اس فرمان میں (اپنے اور رسول کے حقوق میں) امتیاز کیا ہے : ﴿وَتُعَزِّرُوهُ وَتُوَقِّرُوهُ وَتُسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَّأَصِيلًا﴾ ''تم اس (نبی کریم ﷺ) کی عزت وتوقیر

کرواوراس (اللہ تعالیٰ) کی صبح وشام تسبیح بیان کرو۔'' تعزیر (عزت) اور توقیر رسول اللہ ﷺ کے لیے ہے اور صبح وشام کی تسبیح اللہ تعالیٰ کے لیے ہے۔''

(مَجموع الفتاوی : 272/3)

❀ نیز فرماتے ہیں:

مِنْ هٰؤُلَاءِ مَنْ يَسْتَغِيثُ بِمَخْلُوقٍ إِمَّا حَيٌّ أَوْ مَيِّتٌ، سَوَاءً كَانَ ذٰلِكَ الْمَخْلُوقُ مُسْلِمًا أَوْ نَصْرَانِيًّا أَوْ مُشْرِكًا، فَيَتَصَوَّرُ الشَّيْطَانُ بِصُورَةِ ذٰلِكَ الْمُسْتَغَاثِ بِهٖ، وَيَقْضِي بَعْضَ حَاجَةِ ذٰلِكَ الْمُسْتَغِيثِ، فَيَظُنُّ أَنَّهٗ ذٰلِكَ الشَّخْصُ، أَوْ هُوَ مَلَكٌ تَصَوَّرَ عَلٰى صُورَتِهٖ، وَإِنَّمَا هُوَ شَيْطَانٌ أَضَلَّهٗ لِمَا أَشْرَكَ بِاللّٰهِ كَمَا كَانَتِ الشَّيَاطِينُ تَدْخُلُ فِي الْأَصْنَامِ وَتُكَلِّمُ الْمُشْرِكِينَ .

''کچھ مشرکین ایسے ہیں، جو زندہ یا فوت شدہ مخلوق سے (فوق الاسباب) مدد طلب کرتے ہیں، چاہے وہ مخلوق مسلمان ہو یا عیسائی یا مشرک۔تو شیطان اس شخص کی شکل اختیار کر لیتا ہے، جس سے مدد مانگی گئی ہوتی ہے اور مدد مانگنے والے کی کوئی ضرورت پوری کر دیتا ہے۔مدد مانگنے والا سمجھتا ہے کہ یہ وہی شخص ہے یا سمجھتا ہے کہ یہ اس شخص کی صورت میں فرشتہ ہے، جبکہ درحقیقت وہ شیطان ہوتا ہے، جو پکارنے والے کو اللہ کے ساتھ شرک کرنے کے لیے گمراہ کرتا ہے۔جیسا کہ شیاطین بتوں کے اندر داخل ہو جاتے تھے اور مشرکوں سے ہم کلام ہوتے تھے۔''

(الفرقان بين أولياء الرّحمٰن وأولياء الشّيطان، ص 429)

❁ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (۷۵۱ھ) فرماتے ہیں:

''مردوں سے حاجات طلب کرنا، ان سے مدد مانگنا اوران کی طرف رجوع کرنا بھی شرک کی اقسام میں سے ہے۔ کائنات کے شرک کرنے کی وجہ یہی ہے۔ میت کے اعمال منقطع ہو جاتے ہیں، وہ اپنی ذات کے لیے نفع ونقصان کا مالک نہیں، چہ جائیکہ اس کے نفع ونقصان کا مالک ہو، جو اس سے مدد مانگ رہا ہے، اس سے اپنی ضرورت پوری کرنا کا طالب ہے یا اس سے اس بارے میں اللہ تعالیٰ سے سفارش کرنے کا سوال کررہا ہو۔ یہ سفارش کرنے والے اور جس کے لیے سفارش کی جارہی ہے، کے متعلق اس شخص کی جہالت ہے، کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کی اجازت کے بغیر کسی کی سفارش نہیں کرسکتا۔ اللہ تعالیٰ نے کسی کو مدد کے لیے پکارنے اور سوال کرنے کو اپنی اجازت کا سبب نہیں بنایا، بلکہ اللہ تعالیٰ کی اجازت کا سبب کمال توحید ہے۔ جبکہ یہ مشرک ایسا سبب پیش کررہا ہے، جو سفارش کی اجازت کے لیے مانع ہے، یہ تو ایسے ہی ہے، جیسے کوئی اپنی ضرورت کے لیے ایسی چیز سے مدد مانگے، جو اس کی ضرورت کے حصول کے لیے مانع ہو۔ ہر مشرک کی یہی حالت ہے۔ میت تو خود محتاج ہوتی ہے کہ کوئی اس کے لیے دعا کرے، کوئی اس کے لیے رحم کا سوال کرے اور کوئی اس کے لیے استغفار کرے، جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے ہمیں نصیحت کی ہے کہ جب ہم مسلمانوں کے قبرستان کی زیارت کریں، تو ان کے لیے رحم کی دعا کریں اور ان کے لیے عافیت اور مغفرت کا سوال کریں۔ مگر مشرکین اس کے برعکس کرتے ہیں۔ وہ قبروں کی زیارت اس لیے کرتے ہیں کہ ان کی عبادت

کریں، ان سے حاجات طلب کریں اور ان سے مدد مانگیں۔ وہ ان کی قبروں کو عبادت گاہیں بنا دیتے ہیں، ان کی طرف قصد کرنے کو حج کا نام دیتے ہیں، ان کے پاس ٹھہرتے ہیں، اپنے سر مونڈتے ہیں۔ وہ معبود برحق کے ساتھ شرک کرتے ہیں، دین کو بدلتے ہیں، اہل توحید سے دشمنی رکھتے ہیں اور مؤحدین کو فوت شدگان کا گستاخ قرار دیتے ہیں۔ جبکہ یہ خود شرک کے ساتھ خالق کی گستاخی کرتے ہیں اور اللہ کے اہل توحید دوستوں کی بھی تنقیص کرتے ہیں، جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ ذرہ برابر بھی شرک نہیں کرتے۔ یہ لوگ ان مؤحدین کی مذمت کرتے ہیں، ان پر عیب جوئی کرتے ہیں اور ان سے دشمنی رکھتے ہیں۔ یہ لوگ ان ہستیوں کے بھی سخت گستاخ ہیں، جنہیں یہ اللہ کے ساتھ شریک ٹھہراتے ہیں، کیونکہ یہ گمان کیے بیٹھے ہیں کہ وہ ان کے اس اقدام سے راضی ہیں، اس کا حکم انہیں ان ہستیوں نے ہی دیا ہے اور وہ اس وجہ سے ان سے محبت کرتی ہیں۔ یہ لوگ ہر زمان ومکان میں تشریف لانے والے رسولوں اور توحید کے دشمن ہیں۔......اس شرک اکبر سے وہی نجات پا سکتا ہے، جو توحید کو خالص اللہ تعالیٰ کے لیے کر دے، اللہ کے لیے مشرکوں سے عداوت رکھے اور ان سے بغض وعناد کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کا قرب اختیار کرے۔ صرف اللہ تعالیٰ کا اپنا دوست، الٰہ اور معبود بنا لے اور اپنی محبت، خوف، اُمید، عاجزی، توکل، استعانت، التجا اور استغاثہ کو اللہ تعالیٰ کے لیے خالص کر دے، اپنے قصد وارادہ کو اللہ تعالیٰ کے لیے خالص کر دے، اس کے حکم کا متبع بن جائے اور اس کی رضا کا متلاشی ہو جائے، جب سوال کرے، اللہ سے سوال کرے، جب

مدد مانگے ،تو اللہ سے مانگے اور جب عمل کرے،تو اللہ تعالیٰ کے لیے کرے۔تو وہ اللہ تعالیٰ کے لیے ہو جائے گا، اسے اللہ تعالیٰ کی نصرت وامداد حاصل ہو جائے گی۔''

(مَدارج السّالكين :346/1)

(سوال): مندرجہ ذیل روایت کے بارے میں کیا کہتے ہیں:

❀ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

مَازِلْنَا أَعِزَّةً مُنْذُ أَسْلَمَ عُمَرُ.

''سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اسلام لائے ،تو ہم قوت وطاقت میں بڑھ گئے۔''

(جواب): یہ قول صحیح بخاری (۳۶۸۴) میں ثابت ہے۔

(سوال): کیا طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کا ہاتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دفاع میں شل ہو گیا تھا؟

(جواب): غزوہ اُحد میں سیدنا طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ مشرکین کے حملہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع کرتے رہے، تیروں کی بوچھاڑ سے آپ رضی اللہ عنہ کا ہاتھ شل ہو گیا تھا۔

❀ قیس بن ابی حازم رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

رَأَيْتُ يَدَ طَلْحَةَ شَلَّاءَ وَقٰى بِهَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ أُحُدٍ.

''میں نے طلحہ رضی اللہ عنہ کا ہاتھ دیکھا، وہ شل ہو چکا تھا، آپ رضی اللہ عنہ اس ہاتھ کے ساتھ غزوہ اُحد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع کرتے رہے تھے۔''

(صحيح البخاري : 4063)

(سوال): کیا سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کو جنت کی بشارت دی گئی؟

(جواب): سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کو جنت کی بشارت دی گئی۔

(صحيح البخاري : 3812، صحيح مسلم : 2483)

(سوال): کیا غزوہ اُحد میں کسی صحابی نے فرشتوں کو دیکھا تھا؟

(جواب): غزوہ اُحد میں سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے فرشتوں کو دیکھا تھا۔

❁ سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

رَأَيْتُ عَنْ يَمِينِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَنْ شِمَالِهِ يَوْمَ أُحُدٍ رَجُلَيْنِ عَلَيْهِمَا ثِيَابُ بَيَاضٍ، مَا رَأَيْتُهُمَا قَبْلُ وَلَا بَعْدُ، يَعْنِي جِبْرِيلَ وَمِيكَائِيلَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ.

''میں نے غزوہ اُحد میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں بائیں دو بندوں کو دیکھا، جنہوں نے سفید لباس زیب تن کر رکھا تھا، انہیں میں نے نہ پہلے کبھی دیکھا تھا اور نہ بعد میں، یعنی سیدنا جبرائیل اور سیدنا میکائیل علیہما السلام۔''

(صحيح البخاري : 4054، صحيح مسلم : 2306، واللّفظ لهٗ)

(سوال): اللہ تعالیٰ کی تسبیح کا کیا معنی ہے؟

(جواب): اللہ تعالیٰ کی تسبیح کا معنی ہے کہ اسے ہر اس چیز سے منزہ اور پاک قرار دیا جائے، جو اس کے شایانِ شان نہیں یا اس کے لیے جائز نہیں، مثلاً مثل، شبہ اور نقص۔

(سوال): امام بخاری رحمہ اللہ کا نام کیا ہے؟

(جواب): امام رحمہ اللہ کا نام ''محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ بن بَرْدِزْبَہ'' ہے۔

(سوال): امام بخاری رحمہ اللہ کی کتاب کا کیا نام ہے؟

(جواب): صحیح بخاری، ان کتب احادیث میں سے ہے، جو ''الجامع'' کہلواتی ہیں۔ علما

نے تتبع کے بعد صحیح بخاری کا یہ نام تجویز کیا ہے؛

اَلْجَامِعُ الصَّحِيحُ الْمُسْنَدُ مِنْ حَدِيثِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسُنَنِهِ وَأَيَّامِهِ .(هُدَى السَّاري لابن حجر، ص ٦)

جامع وہ کتاب ہوتی ہے، جو تمام انواع حدیث پر مشتمل ہو، جن کی انسانی زندگی میں احتیاج ہو۔ وہ آٹھ انواع ہیں، جن کا مجموعہ ''عارف شامت'' ہے۔ وہ یہ ہیں: ① عقائد ② احکام ③ رقائق ④ فتن ⑤ شمائل ⑥ آداب ⑦ مناقب ⑧ تفسیر، اس کے ساتھ تاریخ، مغازی اور سیر ملحق ہیں۔

یہ مصادر کتب اور ابواب فقہیہ کی ترتیب سے ہوں گے۔ صحیح بخاری کی ہر کتاب مستقل کتاب کی حیثیت رکھتا ہے، جیسے کتاب الایمان وغیرہ۔

سوال: کیا کسی صحابی سے نبی کریم ﷺ کا پیشاب پینا ثابت ہے؟

جواب:

❀ سیدہ اُمیمہ بنت رُقَیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَهٗ قَدَحٌ مِنْ عِيدَانٍ يَبُولُ فِيهِ ثُمَّ يُوضَعُ تَحْتَ سَرِيرِهِ فَجَاءَ تِ امْرَأَةٌ يُقَالُ لَهَا : بَرَكَةُ جَاءَ تْ مَعَ أُمِّ حَبِيبَةَ مِنَ الْحَبَشَةِ فَشَرِبَتْهُ فَطَلَبَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا : شَرِبَتْهُ بَرَكَةُ فَسَأَلَهَا فَقَالَتْ شَرِبْتُهٗ فَقَالَ : لَقَدِ احْتَضَرْتِي مِنَ النَّارِ بِحِضَارٍ أَوْ قَالَ : جُنَّةٍ أَوْ هٰذَا مَعْنَاهُ .

''نبی اکرم ﷺ کے پاس لکڑی کا ایک پیالا تھا، جس میں آپ پیشاب کرتے

تھے، پھر اسے چارپائی کے نیچے رکھ دیا جاتا۔ ایک برکتہ نامی عورت آئی، وہ سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ حبشہ سے آئی تھی۔ اس نے وہ پیالا نوش کر لیا۔ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے اس سے پوچھا تو اس نے کہا: میں نے اسے پی لیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آپ نے آگ سے بچاؤ حاصل کر لیا ہے، یا فرمایا: ڈھال بنالی ہے، یا اس طرح کی کوئی بات فرمائی۔''

(الآحاد والمَثاني لابن أبي عاصم : 3342، وسندهٗ حسنٌ ، الاستيعاب في معرفة الأصحاب لابن عبد البرّ : 251/4، وسندهٗ حسنٌ ، المُعجم الكبير للطَّبَراني : 189/24، السّنن الكبرى للبيهقي : 67/7، وسندهٗ صحيحٌ)

غالباً یہ کام اس لونڈی سے غلطی سے سرزد ہو گیا تھا اور غلطی سے ایک ناپسندیدہ کام کرنے پر جو کراہت اور تکلیف بعد میں اسے ہوئی اس کے عوض میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسے جہنم سے آزادی مل گئی، کیونکہ مؤمن کی کوئی مشقت و تکلیف نیکی سے خالی نہیں ہوتی۔

یہ روایت صحیح سند سے مروی ہے، ہم سند کے مکلّف ہیں، جب سند صحیح ہے، تو متن حدیث پر اعتراض کرنا جائز نہیں۔

سوال: سلسلہ نقشبندیہ کس کی طرف منسوب ہے؟

جواب: سلسلہ نقشبندیہ محمد بن محمد بخاری الملقب بہ شاہ نقشبند (۶۹۱ھ) کی طرف منسوب ہے، یہ گمراہ صوفیا میں سے تھا۔

سوال: ''مولانا رومی'' کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

جواب: محمد بن محمد بن حسین بن احمد، رومی (۶۷۲ھ) کا شمار گمراہ صوفیا میں ہوتا ہے۔ ''مولانا رومی'' کی کتاب ''اسرار نامہ'' تصوف پر مشتمل ہے۔ فارسی میں منظوم کلام ''مثنوی'' بھی مشہور ہے۔ یاد رہے کہ ایسے صوفیا اہل سنت والجماعت سے خارج ہیں، ان

کے عقائد ونظریات ملحدانہ ہیں۔

(سوال): ''فریدالدین عطار'' کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

(جواب): یہ محمد بن ابراہیم بن مصطفیٰ بن شعبان، ہمدانی، المعروف بہ العطار (٦٢٧ھ) ہے۔اس کا شمار بھی گمراہ صوفیوں میں ہوتا ہے۔فارسی زبان میں تصوف پر اس کا کلام ہے۔ ''جمجمہ نامہ''، ''ہفت آباذ''، ''ہیلاج نامہ''، ''لسان الغیب''، ''گل خسرو'' اور ''شہباز نامہ'' اس کی مشہور تالیفات ہیں۔یہ ملحدانہ فکر کا حامل تھا۔

(سوال): ہمارے حنفی بھائی جس طرح سجدہ سہو کرتے ہیں، کیا وہ طریقہ ثابت ہے؟

(جواب): ہمارے حنفی بھائی سجدہ سہو میں جو طریقہ اختیار کرتے ہیں، وہ کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں۔بعض اس روایت کو دلیل بناتے ہیں، مگر اس سے استدلال درست نہیں، تفصیل ملاحظہ ہو۔

❀ سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھول گئے، (سلام پھیرنے کے بعد) دو سجدے کیے، پھر تشہد بیٹھے، پھر سلام پھیرا۔''

(سنن أبي داوٗد: ۱۰۳۹، سنن الترمذي: ۳۹۵، وسندہٗ صحیحٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی نے ''حسن غریب صحیح''امام ابن الجارود (۲۴۷) امام ابن خزیمہ (۱۰۶۲) نے ''صحیح'' اور امام ابنِ حبان (۲۶۷۰،۲۶۷۲) ، امام حاکم (۱/ ۳۲۳) نے بخاری و مسلم کی شرط پر ''صحیح'' کہا ہے، حافظ ذہبی نے ان کی موافقت کی ہے۔

تشہد کا ذکر محمد بن سیرین کے شاگردوں میں سے صرف اشعث بن عبدالملک حرانی نے کیا ہے، اگر چہ وہ ''ثقہ'' ہیں، مگر یہ زیادت محفوظ نہیں، کیونکہ امام ابن سیرین فرماتے ہیں

کہ ''میں نے تشہد کے بارے میں (کچھ) نہیں سنا، تشہد بیٹھنا ہی مجھے محبوب ہے۔'' (سنن ابی داوًد: ۱۰۱۰) تو یہ اس روایت کے لیے موجبِ ضعف ہے، نیز امام ابن منذر (الاوسط: ۳/ ۳۱۷)، حافظ بیہقی (۲/ ۳۵۵)، حافظ ابن عبدالبر (التمہید: ۱۰/ ۲۰۹) وغیرہم رحمہم اللہ نے تشہد کے الفاظ کو خطا اور غیر ثابت قرار دیا ہے۔

سوال: کیا کسی بڑے عالم کا ہاتھ چومنا جائز ہے؟

جواب: اہل علم وفضل، والدین، نیک بزرگوں اور اساتذۂ کرام کی عزت وتکریم کرتے ہوئے ان کا ہاتھ چومنا مشروع اور جائز ہے، بشرطیکہ ان میں عجب وتکبر پیدا ہونے کا خدشہ نہ ہو۔ ایسی صورت میں اجتناب ضروری ہو جائے گا۔

اگر کوئی شخص اولیاء اللہ اور صالحین کے ہاتھ حصولِ تبرک کے لیے چومتا ہے، تو یہ اقدام غیر شرعی، ناجائز ہونے کے ساتھ ساتھ قبیح بدعت اور منکر فعل ہے۔ اس کے بدعت ہونے کی دو وجہیں ہیں؛ پہلی یہ کہ تبرک آثارِ نبویہ کے ساتھ خاص ہے، اس تعظیم میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کیا جا سکتا۔ دوسری یہ کہ خیر القرون میں کسی ثقہ مسلمان سے کسی کے ہاتھ تبرکاً چومنا ثابت نہیں۔ سلف صالحین کی پیروی میں دین اپنانا چاہیے، کیونکہ وہ شریعت کے تقاضوں سے بہ خوبی واقف تھے اور انہیں پورا کرنے والے تھے۔

سوال: کیا باپ اپنی بیٹی کو بوسہ دے سکتا ہے؟

جواب: باپ اپنی بیٹی کو بوسہ دے سکتا ہے۔

❀ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

''قیام وقعود اور عادات وخصائل اور سیرت میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے زیادہ مشابہت میں نے کسی کی نہیں دیکھی، وہ جب رسول

اللہ ﷺ کے پاس تشریف لاتیں، آپ ان کے استقبال کو کھڑے ہو جاتے، انہیں بوسہ دیتے اور اپنے جگہ پر بٹھا لیتے۔ رسول اللہ ﷺ جب ان کے پاس جاتے تو وہ آپ کے استقبال کو کھڑی ہو جاتیں، آپ کو بوسہ دیتیں اور آپ ﷺ کو اپنی جگہ بٹھا دیتیں۔ جب رسول اللہ ﷺ بیمار ہوئے، تو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا تشریف لائیں، تو جھک کر آپ ﷺ کو بوسہ دیا، سر اٹھایا، تو آپ رو رہی تھیں، پھر آپ ﷺ پر جھک گئیں، اب کی بار سر اٹھایا، تو ہنس رہی تھیں۔ میں نے (دل میں) کہا: میں سمجھتی تھی کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سب سے عقل مند خاتون ہیں، لیکن یہ بھی عام عورتوں کی طرح ہی نکلیں۔ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد میں نے ان سے پوچھا کہ بھلا جب آپ نبی کریم ﷺ پر جھکی تھیں، پھر سر اٹھایا، تو رونے لگ گئیں تھیں، پھر جھکی تھیں اور سر اٹھانے کے بعد ہنسنے لگ گئیں تھیں، آپ نے ایسا کیوں کیا؟ تو کہنے لگیں: نبی کریم ﷺ نے مجھے خبر دی تھی کہ وہ اس بیماری میں وفات پا جائیں گے، اس لئے میں رونے لگ گئی۔ پھر مجھے بتایا کہ اہل بیت میں سب سے پہلے میں آپ ﷺ کے ساتھ ملوں گی، تو میں ہنس دی تھی۔''

(سنن أبي داود : 5217، سنن التّرمذي : 3872، المعجم الكبير للطّبراني : 421/22، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ''حسن غریب'' کہا ہے۔

سوال: کیا ایک ہاتھ سے مصافحہ ثابت ہے؟

جواب: ایک ہاتھ سے مصافحہ ثابت ہے۔

❀ سیدنا عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ فرمایا:

تَرَوْنَ يَدِي هٰذِهٖ صَافَحْتُ بِهَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

''آپ میرا یہ ہاتھ دیکھ رہے ہیں، اس ہاتھ کے ساتھ میں نے رسول اللہ ﷺ سے مصافحہ کیا تھا۔''

(التّمهيد لابن عبد البرّ : 247/12، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ علامہ انور شاہ کاشمیری صاحب (۱۳۵۳ھ) کہتے ہیں:

بِيَدٍ وَّاحِدَةٍ تُجْزِىءُ .

''ایک ہاتھ سے مصافحہ جائز ہے۔''

(العَرف الشّذي : 151/4)

❀ مفتی محمود حسن گنگوہی دیوبندی صاحب نقل کرتے ہیں:

''ایک شخص کے استفسار پر ارشاد فرمایا کہ ایک ہاتھ سے بھی صحیح اور دونوں ہاتھوں سے بھی۔''

(ملفوظات فقیہ الامت، قسط سابع، ص23)

(سوال): مصافحہ اور معانقہ کا کیا حکم ہے؟

(جواب): مردوں کا مردوں سے اور عورتوں کا عورتوں سے معانقہ اور مصافحہ جائز ہے۔